امام مسلمؒ اور نقدِ سند (کتاب التمیز کا انتقادی جائزہ)

Imam Muslim and critique of narration
(A Critical Review of Kitab ut Tameyyez)

DOI: 10.5281/zenodo.8166581

*Noor Ur Rehman Hazarvi
**Muhammad Imran
***Syed Naeem Badshah

Abstract:

Ilm ul Allal is undoubtedly the hardest and complex discipline in the studies of Hadith. Kitab ut Tameyyez is the easiest book on this topic in which Imam Muslim has elaborated upon many a complex issues in an easy to follow, logical way. Like any other book on Hadith, Kitab it Tameyyeez distinguishes Hadith into three groups: One, in which the context of Hadith is contentious, two, those Hadith which have dubious chain of narration, and third those sayings/ Hadith in which both context and chain of narration are debatable. In this article, not only a critique of Imam Muslim's methodology shall be given but a brief critical overview of those Hadith shall also be attempted which have weak authentication in terms of consistency and continuity of chain of narration. They are three in number.

Keywords: *Ilm ul Allal, debatable, dubious, critique, Hadith*

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ علم العلل تمام علوم الحدیث میں مشکل ترین اور بلا مبالغہ انتہائی دقیق اور خفی علم ہے، مگر کتاب "التمیز" اس علم میں سب سے آسان ترین کتاب ہے، جس میں امام مسلمؒ نے انتہائی آسان پیرائے میں اس علم کے کئی مسائل تطبیقی انداز سے سمجھائے ہیں، دیگر کتب علل کی طرح کتاب "التمیز" میں مذکور احادیث بھی تین قسم کی ہیں: ایک قسم وہ احادیث ہیں، جن کی متون میں علل ہیں، دوسری قسم وہ احادیث ہیں، جن کی اسانید میں علل ہیں، تیسری قسم وہ احادیث ہیں، جن کی اسانید و متون دونوں میں علل ہیں۔ پیش نظر آرٹیکل میں ہم نقدِ حدیث میں امام مسلمؒ کا منہج بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان احادیث کا مختصر نقدی جائزہ بھی لیں گے، جن کی اسانید میں علل ہیں۔ ان احادیث کی تعداد تین ہے۔

....

*Ph.D Scholar Faculty of Usuluddin, Department of Hadith, International Islamic University Islamabad
**Assistant Professor, Shaikh Zayed Islamic Centre University of Peshawar
***Chairman, Department of Islamic Studies, The University of Agriculture Peshawar

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ علم العلل تمام علوم الحدیث میں مشکل ترین اور بلا مبالغہ انتہائی دقیق اور خفی علم ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں اس کے ماہرین کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر، بلکہ اس سے بھی کم رہی ہے۔ اور اسی وجہ سے باقی علوم الحدیث کے مقابلہ میں اس علم کو ائمہ حدیث نے زیادہ توجہ دی ہے، خصوصًا عصر الروایہ میں، اور وہ بھی تطبیقی شکل میں؛ کیونکہ یہ تطبیقی علم ہے؛ چنانچہ اس علم میں ائمہ نے متعدد کتب تصنیف کی ہیں، جن میں سے کچھ تاہنوز مفقود ہیں، انہی کتب میں سے کچھ طویل ہیں اور کچھ مختصر، کچھ مشکل ہیں اور کچھ آسان۔

انہی کتب میں سے ایک کتاب "التمییز" ہے۔ یہ کتاب امام مسلم بن الحجاج القشیریؒ کی ہے، جو اپنے زمانہ کے بلند پایہ محدث اور نابغہ روزگار ناقد ہیں، جن کی امامت پر ان کے اپنے شیوخ نے بھی گواہی دی ہے۔ مام ابو حاتمؒ اور امام ابو زرعہؒ انہیں اپنے زمانے کے مشائخ پر مقدم کرتے تھے۔ محمد بن بشار بندارؒ نے انہیں دنیا کے چار حفاظ میں سے ایک قرار دیا ہے، حافظ ذہبیؒ نے انہیں "أحد أركان الحديث" قرار دیا ہے۔

اصل کتاب "التمییز" تو بد قسمتی سے ناپید ہے، البتہ خوش قسمتی سے اس کتاب کی تلخیص بعض اہل علم نے کی تھی، جو محفوظ رہ گئی، مگر بد قسمتی سے یہ تلخیص بھی مکمل نہیں، جس کی دلیل یہ ہے کہ متأخرین محدثین کی کتب میں کتاب "التمییز" کے حوالہ سے ایسی نقول ملتی ہیں، جو اس تلخیص میں موجود نہیں ہیں۔ اس کتاب کی ایک تلخیص امام ابن عبد البرؒ نے بھی لکھی ہے، اب یہ قطعی طور پر معلوم نہیں، کہ یہ تلخیص حافظ ابن عبد البرؒ والی تلخیص ہی ہے، یا کسی اور عالم کی تلخیص ہے۔ کتاب کا غائرانہ جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تلخیص جن صاحب نے کی ہے، وہ حافظ ابن عبد البرؒ نہیں؛ کیونکہ صاحبِ اختصار نے تلخیص کرتے وقت بہت ہی اہم نقدی فوائد بھی حذف کر دیے ہیں، اور کچھ جگہوں پر اختصار انتہائی مخل ہوتا ہے، جس سے امام مسلمؒ کا کلام سمجھنے میں کافی الجھن پیدا ہو جاتی ہے، اور بعض جگہوں پر تو امام مسلمؒ کا مقصد ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ اسی طرح بعض راویوں پر امام مسلمؒ کے کلام کو بھی حذف کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے جرح و تعدیل میں امام مسلمؒ کے بہت اہم اقوال ضائع ہو گئے ہیں۔ اور اس طرح کی تلخیص و اختصار امام ابن عبد البرؒ کی طرح کوئی ناقدِ حدیث نہیں کر سکتا۔

کتاب التمییز کی تالیف کا سبب دراصل ایک طالب علم کی درخواست تھی، کہ ہماری طرف کچھ لوگ ہیں، جو محدثین کے احادیث پر نقد کو تسلیم نہیں کرتے، اور اسے بلا علم مجازفہ قرار دیتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ رواتِ حدیث پر ائمہ کی جرح کو غیبت سمجھتے ہیں، اس نے درخواست کی کہ آپ ایسی کتاب تالیف فرمائیں، جو اس علم کے قواعد و دقائق پر مشتمل ہو، اور جس میں راویوں کی غلطیاں معلوم کرنے کے طریقے اور اصول بیان کیے گئے ہوں؛ چنانچہ اس طالب علم کی درخواست پر امام مسلمؒ نے یہ کتاب تالیف فرمائی۔

کتاب "التمییز" کئی خصوصیات کی حامل کتاب ہے، انہی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ کتاب کے شروع میں چند صفحات پر مشتمل انتہائی گراں قدر اور وقیع مقدمہ ہے، جس میں امام مسلمؒ نے "علم العلل" کے اہم مبادئ بیان کیے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ اپنی اس کتاب میں جابجا قواعد نقدیہ بھی ذکر کرتے ہیں، جو طالب حدیث کو بوقتِ نقد کام آتے ہیں۔

نقدِ سند و متن میں امام مسلمؒ کا منہج: کتاب "التمییز" کی ایک اہم ترین خصوصیت، جو اسے دیگر کتب العلل سے ممتاز کرتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ: اس کی عبارت آسان ہے، نیز امام مسلمؒ کا اسلوب بھی بہت آسان ہے؛ جس کی وجہ سے اس کتاب سے استفادہ کرنا نسبتاً کافی آسان ہے؛ چنانچہ امام مسلمؒ کا حدیث معلول پیش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے عنوان ذکر کرتے ہیں، جس سے ان کا اس امر کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے، کہ علت متن میں ہے یا سند میں، یا دونوں میں۔ مثلاً ایک جگہ وہ فرماتے ہیں: «ذكر الأخبار التي نقلت على الغلط في متونها»۔ بعد ازاں مباشرتاً وہ روایت ذکر کرتے ہیں، جس میں راوی سے غلطی ہوئی ہوتی ہے۔ پھر وہ بتاتے ہیں کہ غلطی کہاں ہوئی ہے؟ اور کس سے ہوئی ہے؟ بعد ازاں اس راوی کی غلطی بتانے کے لئے اس کے مقابل وہ روایات ذکر کرتے ہیں، جو اس معلول روایت کے مخالف ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ وہ فرماتے ہیں: «وسنذكر إن شاء الله رواية من جاء بخلاف حديث شعبة فيها، فأصاب»۔ پھر تمام روایات ذکر کرنے کے بعد دوبارہ وضاحت کرتے ہیں کہ کون سی روایت صواب ہے اور کون سی غلط، اور جو غلط ہے، تو وہ کیوں غلط ہے۔

گویا امام مسلمؒ ساتھ ساتھ راوی کی غلطی اور صواب معلوم کرنے کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں کہ: یہ ہے کہ: راوی کی حدیث کا ان ثقات کی روایات کے ساتھ موازنہ کیا جائے، جو اس کے شیخ سے روایت کرنے میں اس کے ساتھ شریک ہیں، یا وہ شیخ الشیخ کے شاگرد ہیں، یا ان سے بھی اوپر والے شیخ کے شاگرد ہیں، یہاں تک کہ صحابی کے شاگردوں کی روایات سے بھی موازنہ کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے اسی حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث سے موازنہ کرتے ہیں، اور بہت اہتمام سے کرتے ہیں۔ یہ عمل وہ خصوصاً علل المتون بیان کرتے وقت کرتے ہیں؛ کیونکہ متن کی علت و نکارت معلوم کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ جب کہ سند کی علت اپنے مدار کے اندر "مکنون" قرائن سے ہی معلوم ہو سکتی ہے، کبھی اوپر والے مدار سے بھی استئناس کیا جا سکتا ہے، مگر شواہد، علتِ اسناد کے کشف و دفع کرنے کے لئے ہرگز مفید نہیں، البتہ شواہد تفرد کے باب میں اور اسی طرح متن کی نکارت و استقامت معلوم کرنے میں مفید ہیں۔

امام مسلمؒ نے اس کتاب میں کچھ ایسی احادیث بھی ذکر کی ہیں، جن میں غلطی کرنے والے راوی ضعیف ہیں، اور بعض ضعفاء ایسے ہیں، جن کی احادیث پر وہم غالب ہے، مثلاً: یزید بن ابی زیادؒ، عبد اللہ بن لہیعہؒ، عمر بن عبد اللہ بن ابی خثعمؒ، عطیہ بن سعد العوفیؒ وغیرہ۔ امام مسلمؒ آسانی سے کہہ سکتے تھے، کہ اس حدیث کا راوی ضعیف ہے؛ لہٰذا اس کی یہ حدیث ضعیف ہے، جس طرح کہ متأخرین اور معاصر علماء حدیث کرتے ہیں، بلکہ انہوں اس کے برعکس راوی کی غلطی بتانے کے لئے سبر و اعتبار یا معارضہ والا طریقہ اختیار کیا؛ کہ راوی کی غلطی و صواب معلوم کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے، گویا وہ راوی کی غلطی معلوم کرنے کے لئے اس کے ضبط کلی یا ضبط عام یا ضبط اجمالی پر اکتفاء نہیں کرتے؛ کیونکہ راوی کے ثقہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی ہر حدیث صواب ہو گی، بالفاظ دیگر راوی کے ثقہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ معصوم ہے، اس سے غلطی نہیں ہو سکتی، بلکہ ثقہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی احادیث پر صواب غالب ہے، اور اس کی اخطاء، صواب کے مقابلے میں کم ہیں، اسی طرح راوی کے ضعیف ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مجنون ہے، اور وہ کبھی مصیب نہیں ہو سکتا، بلکہ ضعیف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اخطاء زیادہ ہیں، اور صواب کم ہے، مگر صواب معدوم نہیں۔ گویا ثقہ راوی کبھی کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے، اور ضعیف راوی کبھی کبھار مصیب بھی ہو جاتا ہے۔ اب ثقہ راوی کی خطأ اور ضعیف راوی کا صواب کیسے معلوم ہو گا؟ تو اس کا طریقہ وہی ہے، جو اس کتاب میں امام مسلمؒ نے اختیار کیا ہے۔ اور یہی تمام نقاد حدیث کا طریقہ ہے، یعنی: اس حدیث کے تمام طرق جمع کرنا، پھر ان طرق کا ایک دوسرے کے ساتھ مقارنہ و موازنہ کرنا؛ تاکہ مدار معلوم ہو جائے، پھر مدار سے روایت کرنے والے شاگردوں کی روایات کا ایک دوسرے سے موازنہ کرنا؛ تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ وہ ایک مدار سے روایت کرنے میں ایک دوسرے کے موافق ہیں، یا مخالف۔ اگر موافق ہیں تو مشکل ہی ختم، کہ یہ روایت مدار سے ثابت اور صحیح ہے۔ اور اگر اختلاف کرتے ہیں تو دیکھنا کہ اختلاف کی نوعیت کیا ہے، کتنے شاگرد ایک طرف ہیں اور کتنے دوسری جانب، اور کبھی اوجہِ اختلاف دو سے زیادہ بھی ہوتے ہیں۔ پھر قرائن کی روشنی میں معلوم کرنا کہ کس کی روایت صحیح ہے اور کس کی خطأ۔ امام مسلمؒ نے بالکل یہی طریقہ اپنی اس کتاب میں اختیار کیا ہے۔

گویا ائمہ متقدمین کسی بھی راوی کی حدیث پر حکم لگانے کے لئے اس کے ضبط اجمالی یا کلی پر اکتفاء نہیں کرتے، بلکہ اس کے ضبط خاص یا ضبط جزئی کو دیکھتے ہیں، کہ پیش نظر حدیث کو اس نے ضبط کیا ہے یا نہیں، اگر اس حدیث کو اس نے ضبط کیا ہے تو ائمہ اس کی اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں، اگرچہ وہ راوی ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر اس راوی نے اس حدیث کو ضبط نہ کیا ہو، تو ائمہ اس کی حدیث کو خطأ قرار دیتے ہیں، اگرچہ وہ راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہو۔

کتاب ”التمییز“ میں مذکور احادیث تین قسم کی ہیں: ایک قسم وہ احادیث ہیں، جن کی متون میں علل ہیں،

دوسری قسم وہ احادیث ہیں، جن کی اسانید میں علل ہیں، تیسری قسم وہ احادیث ہیں، جن کی اسانید ومتون دونوں میں علل ہیں۔

ذیل میں ہم ان احادیث کا مختصر نقدی جائزہ لیں گے، جن کی اسانید میں علل ہیں۔ ان احادیث کی تعداد تین ہے۔ اور تینوں احادیث از باب اختلاف ہیں۔ پہلی حدیث میں وصل وارسال میں اختلاف ہے، اس میں وصل خطأ اور ارسال صواب ہے۔ دوسری حدیث میں واسطہ ذکر کرنے اور نہ کرنے میں اختلاف ہے اور ذکر واسطہ صواب ہے، اسی طرح ایک راوی کے نسب میں بھی اختلاف ہے، اور بعض راویوں سے ادراج فی الاسناد بھی ہوا ہے۔ تیسری حدیث میں بھی ذکر وحذف واسطہ میں اختلاف ہے اور حذف واسطہ صواب ہے۔ اور زائد روایت خطأ ہے اور وہ مزید فی متصل الأسانید ہے۔

پہلی حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر حديث منقول على الخطأ في الإسناد: حدثني محمد بن سهل بن عسكر، أنا ابن أبي مريم، ثنا يحيى بن أيوب [1]، عن إسماعيل بن عقبة، عن ابن شهاب، عن عروة، عن عائشة أنه أهدي لها ولحفصة طعام، وهما صائمتان، فأفطرتا عليه، فسألت حفصة رسول الله ﷺ، وكانت بنت عمر فأمرها رسول الله ﷺ أن تصوم يوماً مكانه. حدثنا مسلم، ثنا محمد بن سهل، ثنا ابن أبي مريم، قال: وأنا العمري، حدثني ابن شهاب، عن عروة، عن عائشة، قالت: أصبحت أنا وحفصة. ثنا مسلم، ثنا محمد بن سهل، ثنا ابن أبي مريم، ثنا يحيى بن أيوب، عن اسماعيل بن أمية، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة، عن النبي ﷺ بمثله. وابن وهب، عن حيوة، عن ابن الهاد، عن زميل مولى عروة، عن عروة، عن عائشة، بمثله. وابن وهب، عن حيوة، عن ابن الهاد، عن زميل مولى عروة، عن عروة، عن عائشة، بمثله. وابن وهب، عن جرير بن حازم، عن يحيى بن سعيد، عن عروة، عن عائشة. أما حديث الزهري فقد أخطأ كل من قال: عن عروة، عن عائشة. وبيان ذلك في رواية ابن جريج. ثنا مسلم، حدثني محمد بن حاتم، ثنا محمد بن بكر، ثنا ابن جريج، قال: قلت للزهري: أخبرك عروة، عن عائشة، عن النبي ﷺ أنه قال: من أفطر في تطوع فليقضه. قال: لم أسمع من عروة في ذلك شيئًا، ولكن حدثني في خلافة سليمان بن عبد الملك ناسٌ، عن بعض من كان سأل عائشة أنها قالت: أصبحت أنا وحفصة، فذكر الحديث. سمعت مسلما يقول: فقد شفى ابن جريج في رواية الزهري هذا الحديث عن التصحيح فلا حاجة بأحد إلى التنقير عن حديث الزهري إلى أكثر مما أبان عنه ابن جريج من النقر والتنقير في جمع الحديث إلى مجهولين عن مجهول؛ وذلك أنه قد قال له: حدثني ناس عن بعض من كان سأل عائشة؛ ففسد الحديث لفساد الإسناد. وأما حديث زميل مولى عروة فزميل لا يعرف له ذكر شيء إلا في هذا الحديث فقط. وذكره بالجرح

والجهالة. وأما حديث يحيى بن سعيد، عن عروة، عن عائشة فلم يسنده عن يحيى إلا جرير بن حازم. وجرير لم يعن في الرواية عن يحيى إنما روى من حديثه نذرًا، ولا يكاد يأتي بها على التقويم والاستقامة...»۔ (2)

علت کی تشریح: اسماعیل بن عقبہؒ ،عبد اللہ بن عمر العمریؒ اور اسماعیل بن امیہؒ،سفیان بن حسینؒ، جعفر بن برقانؒ، صالح بن ابی الاخضرؒ، صالح بن کیسانؒ، حجاج بن ارطاۃؒ، محمد بن ابی حفصہؒ، امام زہریؒ سے روایت کرتے ہیں، اور وہ عروہ بن الزبیرؒ سے، اور وہ اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ: انہیں اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو کچھ کھانا ہدیہ کیا گیا، جب کہ دونوں کا روزہ تھا، تو انہوں نے وہ کھانا کھا کر روزہ توڑ دیا۔ بعد ازاں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزہ کے بدلہ ایک روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ درج ذیل اسانید سے بھی یہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

ابن وہبؒ، عن ابن الہادؒ، عن زمیل مولی عروہؒ، عن عروہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔

ابن وہبؒ، عن جریر بن حازمؒ، عن یحییٰ بن سعیدؒ، عن عمرہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔

امام زہریؒ کی مذکورہ بالا حدیث کی سند معلول ہے؛ یہ حدیث امام زہریؒ نے عروہ بن الزبیرؒ سے نہیں سنی؛ چنانچہ امام زہریؒ کے اخص تلامذہ اور طبقہ اولی کے حفاظ شاگرد یہ حدیث ان سے مرسلاً روایت کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں: عن الزہریؒ، عن اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسے امام زہریؒ سے امام مالکؒ، سفیان بن عیینہؒ، معمر بن راشد الازدیؒ، یحییٰ بن سعید الانصاریؒ، یونس بن یزید الایلیؒ، محمد بن الولید زبیدیؒ، عبید اللہ بن عمر العمریؒ اور زیاد بن سعدؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

اور ان میں سے اکثر راوی امام زہریؒ کے اخص تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں؛ لہذا ان کی روایت کو ترجیح حاصل ہو گی؛ اور ان کی روایت کی ترجیح کے کئی قرائن ہیں:

پہلا قرینہ: پہلا قرینہ "العدد والکثرۃ" ہے، مرسل روایت کو بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔

دوسرا قرینہ: پہلا قرینہ "خصوصیت مع الشیخ" ہے؛ ان میں سے اکثر راوی جیسے: امام مالکؒ، امام سفیان بن عیینہؒ، امام معمر بن راشد ازدیؒ، یونس بن یزید ایلیؒ، عبید اللہ بن عمر عمریؒ، زیاد بن سعد خراسانیؒ یہ سب امام زہریؒ کے اخص اور حفاظ تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، جبکہ مرسلاً روایت کرنے والے راویوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو امام زہریؒ کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے، بلکہ ان میں سے بعض راوی ایسے ہیں، جنہیں نقادِ حدیث نے امام زہریؒ میں ضعیف قرار دیا ہے۔ (3)

تیسرا قرینہ: دوسرا قرینہ "احفظیت" ہے؛ ان رواۃ میں سے بعض مثلاً: امام مالکؒ، امام ابن عیینہؒ، عبید اللہ

بن عمر عمریؒ، یحیی بن سعید انصاریؒ، زیاد بن سعد خراسانیؒ وغیرہ ایسے ہیں، کہ ان میں سے ہر ایک اختلاف کرنے والے تمام راویوں سے ضبط و اتقان میں کہیں بڑھ کر ہے۔

چوتھا قرینہ: تیسرا قرینہ "مخالفۃ الجادہ" ہے؛ کیونکہ وصل و ارسال میں وصل جادہ ہے، اور سلوک الجادہ عموماً وہم کا سبب بنتا ہے، جب کہ ارسال "مخالفۃ الجادہ" ہے، اور "مخالفۃ الجادہ" ضبطِ اسناد کا قرینہ ہے، اور ائمہ حدیث اس کو بطور قرینہ ضبط استعمال کرتے ہیں۔

پانچواں قرینہ: اور اس امر کی تایید کہ حدیث امام زہریؒ نے حضرت عروہ بن زبیرؒ سے نہیں سنی، امام ابن جریجؒ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے امام زہریؒ سے پوچھا: یہ حدیث آپ نے عروہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ سلیمان بن عبد الملکؒ کی خلافت میں کچھ لوگوں نے مجھے یہ حدیث سنائی، جو ایک شخص سے اسے روایت کرتے ہیں، جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ اسی طرح کا مضمون امام ابن عیینہؒ سے بھی مروی ہے۔(4)

امام مسلمؒ فرماتے ہیں: ابن جریجؒ کی اس روایت سے واضح ہو گیا کہ امام زہریؒ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان دو واسطے ہیں: مجہولین، عن مجہول۔ ابن جریجؒ کی اس روایت کے بعد اب حدیثِ زہریؒ کی مزید تفتیش کرنے کی ضرورت نہیں؛ کیونکہ امام ابن ابن جریجؒ کی حدیث نے امام زہریؒ کی موصول حدیث کی حقیقت واضح کر دی، بلکہ اس روایت نے جماعت کے طریق سے مروی حدیثِ زہریؒ کو فاسد کر دیا۔

امام زہریؒ کی حدیث موصول کو متعدد نقادِ حدیث نے بھی معلول قرار دیا ہے، جن میں امام بخاریؒ (5)، امام محمد بن یحیی ذہلیؒ (6)، امام ابو حاتم رازیؒ (7)، امام ابو زرعہ رازیؒ (8)، امام ترمذیؒ (9)، امام نسائیؒ(10)، امام بیہقیؒ (11)، امام ابن عبد البرؒ (12)، حافظ خلالؒ (13) قابلِ ذکر ہیں۔

اسی طرح امام معمر بن راشد ازدیؒ فرماتے ہیں: «لو كان من حديث الزهري، ما نسيته.»۔(15)

رہی زمیل مولی عروہؒ کی حدیث تو زمیلؒ کا ذکر اس حدیث کے علاوہ کہیں اور نہیں ملتا، امام مسلمؒ نے ان پر جرح کی اور اسے مجہول قرار دیا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں: پتہ نہیں، یہ کون ہیں!؟ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: «لا يعرف لزميل سماع من عروة، ولا لابن الهاد من زميل، ولا تقوم به الحجة.»۔(16)

امام نسائیؒ نے بھی زمیلؒ کو "لیس بالمشہور" کہتے ہوئے ان کی اس حدیث کو "منکر" کہا ہے۔(17)

جبکہ جریر بن حازمؒ، عن یحییٰ بن سعیدؒ، عن عمرہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا والی سند تو یہ بھی معلول ہے؛ جریر بن حازمؒ، یحیی بن سعید الانصاریؒ سے اس کی روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اور جریر بن حازمؒ باوجود ثقہ ہونے کے یحییٰ بن سعیدؒ کی

احادیث میں غلطیاں کرتے ہیں، حالانکہ ان کی ان سے روایت کردہ احادیث کی تعداد بھی بہت کم ہے؛ اس لئے ان کا تفرد یحییٰ بن سعید انصاریؒ سے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ امام احمدؒ نے بھی اس جریر بن حازمؒ کی اس حدیث کو "منکر" قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ: جریر بن حازمؒ مصر میں حدیث میں غلطیاں کرتے تھے، اور یہ حدیث بھی انہوں نے مصر میں بیان کی؛ کیونکہ اسے ان سے عبد اللہ بن وہبؒ روایت کرتے ہیں، اور وہ مصری ہیں۔[18]

امام علی بن المدینیؒ سے احمد بن منصور رمادیؒ نے اس حدیث کی بابت پوچھا تو انہوں نے دریافت کیا: کس نے اسے روایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: جریر بن حازمؒ نے۔ انہوں نے ہنس کر فرمایا: آپ جیسا شخص ایسی بات کر رہا ہے! پھر انہوں نے فرمایا: «حدثنا حماد بن زيد، عن يحيى بن سعيد، عن الزهري، أن عائشة وحفصة أصبحتا صائمتين.»۔ [19] گویا جریر بن حازمؒ نے حماد بن زیدؒ کی مخالفت کی ہے۔ اور راجح روایت حماد بن زیدؒ کی ہے؛ ایک تو اس لئے کہ وہ جریر بن حازم سے احفظ ہیں، نیز انہوں نے جادہ کی مخالفت کی ہے، علاوہ ازیں ان کی روایت جماعت کی روایت کے موافق ہے۔

رہی جریر بن حازمؒ، یحیی بن سعید انصاریؒ کی حدیث میں غلطیاں کرنا اور مصر میں ان کی احادیث میں غلطیاں ہونا تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں؛ بہت سے ثقات محدثین بعض شیوخ سے روایت کرنے میں غلطیاں کرتے ہیں، اسی طرح کچھ بلدان و امصار میں ان سے احادیث بیان کرنے میں غلطیاں ہوتی ہیں؛ کیونکہ ثقہ کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے غلطی نہیں ہو سکتی، بلکہ ثقہ کا مطلب یہ ہے کہ: اس کی احادیث پر صحت غالب ہے، اور اخطاء قلیل ہیں۔

دوسری حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر حديث آخر وهم مالك في إسناده. ثنا مسلم، ثنا يحيى بن يحيى، قال: قرأت على مالك، عن ابن شهاب، عن عباد بن زياد –وهو من ولد المغيرة بن شعبة– عن أبيه المغيرة أنه ذهب مع رسول الله ﷺ لحاجته وساقه. ثنا مسلم، ثنا أحمد بن جعفر المعقري، ثنا النضر بن محمد، ثنا أبو أويس، أخبرني ابن شهاب، أن عباد بن زياد بن أبي سفيان أخبره أن المغيرة قال كنا مع رسول الله ﷺ، ويونس، عن ابن شهاب، حدثني عباد بن زياد، والليث وعقيل، قال ابن شهاب: أخبرني عباد بن زياد، عن عروة. عبد الرزاق أنا ابن جريج، عن ابن شهاب، عن عباد. فالوهم من مالك في قوله: عباد بن زياد من ولد المغيرة، وإنما هو: عباد بن زياد بن أبي سفيان كما فسره أبو أويس في روايته. والمحفوظ عندنا من رواية الزهري رواية ابن جريج؛ لاقتصاصه الحديثَ عن الزهري، عن عباد بن زياد، عن عروة بن المغيرة، عن أبيه، ثم فصل في آخر الحديث زيادة الزهري عن حمزة بن المغيرة ...»۔[20]

علت کی تشریح: امام مالکؒ روایت کرتے ہیں: «عن ابن شهاب، عن عباد بن زياد –وهو من ولد

المغيرة بن شعبة- عن المغيرة أنه ذهب مع رسول الله ﷺ لحاجته»۔

امام مالکؒ کی یہ روایت اس روایت کے خلاف ہے، جو جماعت نے امام زہریؒ سے روایت کی ہے؛ چنانچہ وہ یوں روایت کرتے ہیں: «عن ابن شهاب، عن عباد بن زياد بن أبي سفيان عن عروة بن المغيرة، عن أبيه....»۔ اسے امام زہریؒ سے ایک بڑی جماعت نے اسی طرح روایت کیاہے، جن میں یونس بن یزید ایلیؒ، عمرو بن الحارثؒ، عقیل بن خالد ایلیؒ، ابن جریجؒ، محمد بن اسحاقؒ، صالح بن کیسانؒ، عبد الرحمن بن خالد بن مسافرؒ، معمر بن راشدؒ، صالح بن ابی الأخضرؒ وغیرہ شامل ہیں۔

امام زہریؒ سے محفوظ روایت یہی دوسری ہے۔ اور اس کی صحت پر قرینہ "العدد والکثرہ" ہے، جن میں سے اکثر ثقات ہیں اور بعض امام زہریؒ کے حفاظ اصحاب اور اخص تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور جماعت اور فرد واحد کے درمیان اختلاف کی صورت میں نقاد عموماً جماعت کی روایت ہی کو ترجیح دیتے ہیں؛ کیونکہ جماعت کی بنسبت فرد واحد وہم وخطا کی نسبت کا زیادہ مستحق ہے۔ کتاب "التمییز" کے مقدمہ میں امام مسلمؒ نے ان لفظ کے ساتھ بیان کیاہے:

« فيعلم حينئذ أن الصحيح من الروايتين ما حدث الجماعة من الحفاظ دون الواحد المنفرد وان كان حافظا على هذا المذهب رأينا أهل العلم بالحديث يحكمون في الحديث مثل شعبة وسفيان بن عيينه ويحيى بن سعيد وعبد الرحمن بن مهدي وغيرهم من أئمة أهل العلم»۔ (21)

امام مالکؒ سے اس سند میں دو جگہوں پر غلطی ہوئی ہے، ایک تو عباد بن زیاد کے نسب میں؛ کہ انہوں نے ان کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے قرار دیا۔ حالانکہ وہ ان کی اولاد میں سے نہیں ہیں، اس میں امام مالکؒ سے وہم ہوا ہے؛ اور باقی رواۃ میں سے کسی نے بھی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف عباد کی یہ نسبت ذکر نہیں کی، اور جنہوں نے مثلاً: ابو اویسؒ نے زیاد سے آگے نسب ذکر کیاہے، انہوں نے یوں کہاہے: عباد بن زیاد بن ابی سفیان۔ اور دوسرا وہم امام مالکؒ سے یہ ہوا ہے کہ انہوں نے سند سے عروہ بن المغیرہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

بعض راویوں: عقیل بن خالدؒ، عبد الرحمن بن خالد بن مسافرؒ اور یونس بن یزید ایلیؒ- من رواية الليث عنه- نے عروہؒ کے ساتھ حمزہ بن المغیرہؒ کو بھی مقروناً ذکر کیاہے۔ جب کہ ابن جریجؒ نے حمزہؒ کی روایت کو علیحدہ ذکر کرتے ہوئے کہا: «عن ابن شهاب، عن إسماعيل بن محمد بن سعد، عن حمزة بن المغيرة، عن أبيه....»۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمزہؒ والی روایت میں امام زہریؒ کے شیخ عباد بن زیادؒ نہیں، بلکہ اسماعیل بن محمد بن سعدؒ ہیں۔ گویا ان تینوں حضرات نے امام زہریؒ کی ایک روایت کو دوسری روایت پر حمل کر کے یہاں ادراج فی الاسناد کیاہے۔

علاوہ ازیں امام مالکؒ پر بھی اس سند میں اختلاف ہوا ہے؛ چنانچہ یحیی بن یحیی لیثیؒ ان سے روایت کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں: «عن عبّادِ بن زيادٍ، من ولدِ المغير بن شُعبةَ، عن أبيهِ المغيرةِ بن شُعبةَ»۔ جب کہ باقی تمام رواۃ، مثلاً: ابو مصعب زہریؒ، عبد اللہ بن مسلمہ قعنبیؒ، عبد اللہ بن وہبؒ، عبد الرحمن بن مہدیؒ، قتیبہ بن سعیدؒ، محمد بن حسن شیبانیؒ، مصعب بن عبد اللہ زبیریؒ وغیرہ نے "عن أبيهِ" کی زیادت ذکر نہیں کی۔ مگر مسند احمدؒ میں عبد الرحمن بن مہدیؒ کی روایت بھی یحیی بن یحیی لیثیؒ کی طرح ہے (22)، اور امام دار قطنیؒ نے "علل" میں سعد بن عبد الحمید بن جعفرؒ کی متابعت بھی ذکر کی ہے، مگر انہوں نے اسے وہم قرار دیا۔ (23)

علاوہ ازیں روح بن عبادہؒ نے اسے امام مالکؒ سے یوں روایت کیا ہے: «عن مالك، عن الزهري، عن عباد بن زياد، عن رجلٍ من ولد المغيرة، عن المغيرةِ»۔ اگر یہ روایت روح بن عبادہؒ نے بطورِ توہم نہیں کی تو یہ درست سند ہے؛ کیونکہ یہ حدیث امام زہریؒ کے حفاظ اصحاب کی روایت کے مطابق عباد بن زیادؒ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت کی ہے۔ مگر یہ روایت امام مالکؒ سے ثابت ہے یا نہیں، کچھ نہیں کہا جا سکتا، کچھ بعید نہیں کہ روح بن عبادہؒ کو صحیح سند کا علم ہو، اور انہوں نے اسے اپنے اس علم کی بنیاد پر علی الوجہ الصواب روایت کیا ہو۔ (24)

ابن وہبؒ نے بھی یہی حدیث امام مالکؒ سے روایت کی ہے، مگر مقروناً، ان کے ساتھ انہوں نے یونس بن یزیدؒ، عمرو بن الحارثؒ، اور ابن سمعانؒ کو بھی ذکر کیا ہے، پھر فرمایا: «أن ابن شهاب أخبرهم عن عباد بن زياد من ولد المغيرة بن شعبة، عن عروة بن المغيرة أنه سمع أباه... ولم يذكر مالك: عروة بن المغيرة، ولم يذكر ابن سمعان عبادًا»۔ (25) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چاروں نے عباد بن زیاد کو "من ولد المغیرہ" قرار دیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔ گویا ابن عبد البرؒ نے بعض کی روایات کو بعض پر محمول کیا ہے، اور اس بابت وہ کافی تساہل سے کام لیتے تھے۔ (26)

امام مالکؒ کی روایت کئی نقاد نے وہم وخطأ قرار دیا ہے، جن میں امام شافعیؒ (27)، امام بخاریؒ (28)، امام ابو حاتم رازیؒ (29) اور ابو العباس دانیؒ (30) شامل ہیں، موطأ کے راوی مصعب بن عبد اللہ زبیریؒ نے بھی اسے امام مالکؒ کی خطأ قبیح قرار دیا ہے۔

تیسری حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر حديث وهم مالك بن أنس في إسناده. ثنا مسلم، ثنا قتيبة، ثنا مالك، عن هشام، عن أبيه، أنه سمع عبد الله بن عامر بن ربيعة، يقول: صلينا وراء عمر بن الخطاب الصبح؛ فقرأ سورة يوسف وسورة الحج قراءة بطيئة، فقلت: إذن والله كان يقوم حين يطلع الفجر، قال: أجل. سمعت مسلمًا يقول: فخالف أصحاب هشامٍ هلم جرًّا مالكًا في هذا الإسناد في هذا الحديث.

أبو أسامة، عن هشام، قال: أخبرني عبد الله بن عامر بن ربيعة، قال: صليت خلف عمر، فقرأ سورة الحج وسورة يوسف قراءة بطيئةً. وكيع، عن هشام أخبرني عبد الله بن عامر. وحاتم، عن هشام، عن عبد الله بن عامر، قال: صلى بنا عمر. سمعت مسلمًا يقول: فهؤلاء عدة من أصحاب هشام كلهم قد أجمعوا في هذا الإسناد على خلاف مالك والصواب ما قالوا دون ما قال مالك. يتلوه مالك بإسناده.»۔ (31)

علت کی تشریح: **امام مالکؒ روایت کرتے ہیں:** «عن هشام، عن أبيه، أنه سمع عبد الله بن عامر بن ربيعة، يقول: صلينا وراء عمر بن الخطاب الصبح...»۔ جب کہ **ہشام بن عروہؒ کے دیگر اصحاب: یحیٰ بن سعید القطانؒ، حاتم بن اسماعیلؒ، ابو اسامہ حماد بن اسامہؒ، وکیع بن الجراحؒ، عبد اللہ بن ادریسؒ، ابن عیینہؒ، علی بن مسہرؒ، عبد اللہ بن نمیرؒ، ابن ابی حازمؒ، عبد اللہ بن المبارکؒ، عبد العزیز بن محمد دراوردیؒ، وہیب بن خالدؒ، ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر وغیرہ یہ حدیث ہشام بن عروہؒ سے یوں روایت کرتے ہیں:** «عن هشام، عن عبد الله بن عامر بن ربيعة، قال: صليتُ خلف عمر...»۔ **اور ان میں سے بعض حضرات: ابو اسامہؒ، وکیعؒ، یحیی بن سعیدؒ، ابو معاویہؒ، عبد اللہ بن نمیرؒ وغیرہ نے تو عبد اللہ بن عامر بن ربیعہؒ سے ہشام بن عروہؒ کی سماع کی تصریح بھی ذکر کی ہے۔ اور ظاہر ہے، راجح روایت یہی دوسری ہے، جس پر کئی قرائن ہیں: اسے روایت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، جن میں سے اکثر ثقات حفاظ ہیں، اور ان میں سے بعض ہشام بن عروہؒ کے اصحاب میں شمار ہوتے ہیں، جن میں یحیی بن سعید القطانؒ، ابو اسامہ حماد بن اسامہؒ، عبد اللہ بن نمیرؒ شامل ہیں۔ ہشام بن عروہؒ کے اصحاب میں ان تینوں کے علاوہ امام مالکؒ، لیث بن سعدؒ اور سفیان ثوریؒ بھی شامل ہیں۔** (32)

غرض امام مالکؒ کی روایت معلول اور خطأ ہے، اور یہ مزید فی متصل الاسانید کے قبیل سے ہے۔ مزید فی متصل الاسانید سے مراد وہ حدیث ہے، جس کی سند میں کوئی راوی وہمًا دو راویوں کے درمیان - جن کا ایک دوسرے سے سماع ثابت ہو اور پہلا راوی مدلس نہ ہو - کسی ایک راوی یا زائد کا اضافہ کرے۔ (33)

معمر بن راشدؒ نے بھی امام مالکؒ کی متابعت کی ہے، مگر معمرؒ ہشام بن عروہؒ کی حدیث میں عمومًا غلطیاں کرتے ہیں (34) **، اس لئے ان کی متابعت اتنی بڑی جماعت کے مقابلہ میں امام مالکؒ کو فائدہ نہیں دے سکتی۔ علاوہ ازیں سفیان ثوریؒ کی متابعت بھی مروی ہے، مگر یہ متابعت محل نظر ہے؛ کیونکہ سفیان ثوریؒ سے اس کو مؤمل بن اسماعیلؒ اور یونس بن ابی یعفورؒ روایت کرتے ہیں، اور یہ دونوں راوی ضعیف ہیں، صرف ایک راوی عبد اللہ بن الولیدؒ ہیں، جو اجمالی طور پر ثقہ راوی ہیں، مگر سفیان ثوریؒ کے اصحاب میں ان کا شمار نہیں ہوتا، اگر یہ حدیث سفیان ثوریؒ نے روایت کی ہوتی تو ان کے اصحاب میں سے کسی کے پاس ضرور ہوتی!! اور معمرؒ اور ثوریؒ کی روایات کے ثابت نہ ہونے کا ایک اور اہم قرینہ یہ**

ہے کہ: نقاد نے اس سند کی روایت کرنے میں امام مالکؒ کو متفرد قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر راویوں کی متابعات ثابت نہیں۔ واللہ تعالی اَعلم۔

امام مالکؒ کی روایت کو امام احمد بن حنبلؒ[35]، امام دار قطنیؒ[36] اور امام بیہقیؒ[37] وغیرہ نے بھی معلول قرار دیا ہے۔ جب کہ اس کے بالمقابل امام ابن عبد البرؒ نے امام مالکؒ کی روایت کو ترجیح دی ہے؛ کیونکہ وہ ہشامؒ میں "اَقعد" ہیں[38]۔ مگر ابن عبد البرؒ کی رائے محل نظر ہے؛ امام مالکؒ کی مخالفت کرنے والے راوی کوئی عام ثقات راوی نہیں ہیں، بلکہ حفاظ ثقات ہیں، جن میں سے تین ہشام بن عروہؒ کے حفاظ اصحاب میں شمار ہوتے ہیں، پھر ان کی متابعت کرنے والے بھی عام راوی نہیں ہیں، ثقات اثبات ہیں، ایسے موقع پر ائمہ وہم کی نسبت جماعت کی بجائے فرد واحد کی طرف کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے اس بابت امام مسلمؒ کا قول بھی ذکر کر آئے ہیں، اور انہوں نے اس کی نسبت شعبہؒ، سفیان بن عیینہؒ، یحیی بن سعید القطانؒ، عبد الرحمن بن مہدیؒ وغیرہ نقاد حدیث کی طرف کی ہے۔ واللہ تعالی اَعلم۔

نتائج بحث:

* کتاب "التمییز" علم العلل میں آسان ترین کتاب شمار ہوتی ہے، جس کا موضوع احادیث میں روات کے اوہام کی نشاندہی کرنا ہے۔
* کسی بھی حدیث کا نقد کرتے وقت ظاہر اسناد پر اکتفاء کرنا ائمہ حدیث کا منہج نہیں۔
* کسی بھی حدیث کی علت معلوم کرنا جمع الطرق، تعیینِ مدار، قرائن کی مدد سے مقارنۃ المرویات، روات کے احوال تفصیلیہ، اور اصحاب الرواۃ کی معرفت پر موقوف ہے۔
* ہر ثقہ کی ہر ہر حدیث صحیح نہیں ہوتی، ورنہ تو علم العلل جیسے عظیم الشان علم کا لغو ہونا لازم آئے گا، جو اس امت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔
* قرائن الترجیح میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والے قرائن قرینۃ العدد والکثرہ اور قرینہ اَحفظیت ہے۔

....

حواشی وتعلیقات:

(1) اسماعیل بن امیہؒ سے ان کی روایت محفوظ نہیں؛ یحیٰ بن ایوب مصریؒ کا ضبط واتقان کے بارے میں امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ اعتماد کے قابل نہیں؛ ان کی کئی احادیث منکر ہیں۔ النسائي، المجتبى (ص الحديث رقم 3294)۔ اور اس حدیث کی روایت میں بھی ان

سے اضطراب ہوا ہے: کبھی وہ یوں کہتے ہیں: عن اسماعیل بن عقبہ، کبھی کہتے ہیں: عن اسماعیل بن امیہ، کبھی کہتے ہیں: عن صالح بن کیسان، کبھی کہتے ہیں: یحیی بن سعید۔

Al-Nĩsāyi, ạl-Mjtby (Al-Haditẖ Raq'm 3294)

(2) مسلم، كتاب التمييز (ص 167 - 172).

Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 167 - 172).

(3) ابن رجب، شرح علل الترمذي (2/671 -676).

Aib'n Rajab, Sẖarah̤ Al-ãla ạl-Tĩr'midẖī (2 / 671 - 676).

(4) يعقوب الفسوي، المعرفة والتاريخ (2/741).

Ya'qūb ạl-Fa'wī, ạl-Ma'rifaẗ wāl-Tãạrīkẖ (2 / 741).

(5) الترمذي، العلل الكبير (1/351).

Al-Tĩr'midẖī, ạl-Alala ạl-Kabīr (1 / 351).

(6) البيهقي، السنن الكبرى (4/280).

Al-Bayhaqī, Al-sunan ạl-Kub'ray (4 / 280).

(7) ابن أبي حاتم، علل الحديث (3/171 - 172).

Aib'n Aảbī Hātim, Alãla ạl-Hadithẖ (3 / 171 - 172).

(8) المصدر نفسه.

Al-Maṣ'dar Naf'suhu.

(9) الترمذي، الجامع (3/103).

Al-Tĩr'midẖī, Al-Jāmi'a (3 / 103).

(10) النسائي، المجتبى (عقب الحديث رقم 3309).

Al-Nĩsāyỉyã, ạl-Mjtby (Aqiba ạl-Hadithẖ Raq'm 3309).

(11) البيهقي، السنن الكبرى (4/280).

Al-Bayhaqī, Al-sunan ạl-Kub'ray (4 / 280).

(12) ابن عبد البر، التمهيد لما في الموطإ من الأسانيد (12/67).

Aib'n Ab'dl ạl-Bar, ạl-Tãm'hīd lamãạ Fī ạl-Mwṭạ Min ạl-Asạnyd (12 / 67).

(14) ابن حجر، فتح الباري (3/212).

Aib'n Hajar, Fat'ḥ ạl-Bārĩy (3 / 212).

(15) يعقوب الفسوي، المعرفة والتاريخ (2/741).

Ya'qūb ạl-Fa'wī, ạl-Ma'rifaẗ wāl-Tãạrīkẖ (2 / 741).

(16) البخاري، التاريخ الكبير (3/450).

Al-Bukẖārī, ạl-Tãạrīkẖ ạl-Kabīr (3 / 450).

(17) المزي، تحفة الأشراف (427/12).

Ạl-Muzī, Tuḥ'faẗ ạl-Aảsẖ'rāf (12 / 427).

(18) البيهقي، السنن الكبرى (281/4).

Al-Baŷhaqī, Al-̃sunan ạl-Kub'ray (4 / 128).

(19) المصدر نفسه.

Al-Maṣ'dar Naf'suhu.

(20) مسلم، كتاب التمييز (ص 172 - 175).

Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 172 - 175).

(21) مسلم، كتاب التمييز (ص 49).

Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 49).

(22) أحمد، المسند (الحديث رقم: 18160).

Aảḥam'd, ạl-Mu"nad (ạl-Hadithٖ Raq'm: 18160).

(23) الدارقطني، العلل الواردة في الأحاديث النبوية (106/7 - 107).

Al-Dạraquṭ'nī̃, ạl'ilal ạl-Wāridaẗ Fī ạl-Aḥādīthٖ ạl-Nãbawīãẗ (7 / 106 - 107).

(24) ابن عبد البر، التمهيد لما في الموطإ من الأسانيد (120/11 - 121).

Aib'n Ab'dl ạl-Bar, ạl-Tãm'hīd lamãạ Fī ạl-Mwṭạ̧ Min ạl-Asạnyd (11 / 120 - 121).

(25) النسائي، المجتبى (62/1)، ابن عبد البر، التمهيد لما في الموطإ من الأسانيد (120/11 - 121). البتہ امام نسائی کے ہاں "المجتبیٰ" میں ابن سمعانؒ کا ذکر نہیں۔

Al-Nīsāyiŷ, ạl-Mjtby (1 / 62), Aib'n Ab'dl ạl-Bar, ạl-Tãm'hīd lamãạ Fī ạl-Mwṭạ̧ Min ạl-Asạnyd (11 / 120 - 121).

(26) ابن عبد البر، التمهيد لما في الموطإ من المعاني والأسانيد (120/11 - 121).

Aib'n Ab'dl ạl-Bar, ạl-Tãm'hīd lamãạ Fī ạl-Mwṭạ̧ Min ạl-Asạnyd (11 / 120 - 121).

(27) البيهقي، معرفة السنن والآثار (244/2).

Al-Baŷhaqī, Ma'rifaẗ ạl-Sãnan Wāl-ậthٖār (2 / 244).

(28) البخاري، التاريخ الكبير (32/1).

Al-Bukhٖārī, ạl-Tãạrīkhٖ ạl-Kabīr (1 / 32).

(29) ابن أبي حاتم، علل الحديث (16/2).

Aib'n Aảbī Hātim, Alãl ạl-Hadythٖ (2 / 16).

(30) أبو العباس الداني، أطراف الموطأ (244/2).

Aåbū ạl-Abāạs ạl-Dāạnī, Aåṭurāf ạl-Mūaṭāạ (2 / 244).

(31) مسلم، كتاب التمييز (ص 176 - 178).

Mus' lim, Kitāb ạl-Tām'yyz (ṣ 176 - 178).

(32) ابن رجب، شرح علل الترمذي (2/680).

Aib'n Rajab, Sẖarạḥ Alāl ạl-Tīr'midẖī (2 / 680).

(33) ابن حجر، نزهة النظر (ص 95).

Aib'n Hajar, Nuz'haẗ ạl-Nāẓar (ṣ 95).

(34) ابن رجب، شرح علل الترمذي (2/682).

Aib'n Rajab, Sẖarạḥ Al-āla ạl-Tīr'midẖī (2 / 682).

(35) الدارقطني، الأحاديث التي خولف فيها مالك بن أنس (ص 79).

Ald-Dạraquṭ'nī, ạl-Aåḥādīṯẖ ạlātī Kẖūlif fīhā Mālik B'n Aůn's (ṣ 79).

(36) الدارقطني، العلل الواردة في الأحاديث النبوية (2/168).

Al-Dạraquṭ'nī, ạl'ilal ạl-Wāridaẗ Fī ạl-Aḥādīṯẖ ạl-Nābawīāẗ (2 / 168).

(37) البيهقي، معرفة السنن والآثار (2/211).

Al-Baŷhaqī, Ma'rifaẗ ạl-Sānan Wāl-ậṯẖār (2 / 211).

(38) ابن رجب، فتح الباري (7/54).

Aib'n Rajab, Fat'ḥ ạl-Bārīy (7 / 54).